غزلیں

عرش صہبائی

○

محسوس یہ ہوا کہ اُجالوں میں کھو گئے
ہم جب سے ہیں کسی کے خیالوں میں کھو گئے

ہم ایسے راستوں سے بھی گزرے ہیں بارہا
وقت سفر جو پاؤں کے چھالوں میں کھو گئے

وہ گیسوئے سیاہ وہ چہرۂ پُرکشش
ہم ظلمتوں سے نکلے اُجالوں میں کھو گئے

تخریب کے سوا انھیں کچھ سوجھتا نہیں
وہ کس قدر ہیں پست خیالوں میں کھو گئے

کس درجہ رحم آتا ہے ہم کو عوام پر
جو اہلِ اقتدار کی چالوں میں کھو گئے

پھر مل سکا نہ اپنا کہیں بھی کوئی سراغ
ہم ایسے اپنے چاہنے والوں میں کھو گئے

جب اُن لبوں پہ پھیل گئیں مسکراہٹیں
غم کے کثیف اندھیرے اُجالوں میں کھو گئے

جن میں کسی بھی بات کا مفہوم کچھ نہیں
ہم ایسے اُلٹے سیدھے سوالوں میں کھو گئے

کچھ لوگ اُن کو دیکھتے ہی رہ گئے ہیں عرشؔ
کچھ لوگ ایسے دیکھنے والوں میں کھو گئے

53، ریشم گھر کالونی، جموں (جموں وکشمیر)

ایاز احمد

○

میں آشنائے جوہر مژگاں ہوا نہ تھا
جب تک تری نگاہ کا جادو چلا نہ تھا

اک آشنا سی بھیڑ تو تھی میرے آس پاس
دیکھا جو غور سے تو کوئی آشنا نہ تھا

سب لوگ دعویدار وراثت کے تھے مگر
اک مرنے والے شخص کو کاندھا ملا نہ تھا

لیلائے زندگی ترے دامِ فریب سے
دنیائے حرص کا کوئی دامن بچا نہ تھا

جو شخص شہر دل کا تھا مہماں بنا ہوا
سب کچھ تھا اس میں بس ذرا رنگِ وفا نہ تھا

کیسے قبول اس نے کیا ہوگا ہجر کو
جس کو مرے بغیر کوئی پل روا نہ تھا

تم تھے ایازؔ شام تھی اور شہرِ آرزو
پھر اس کے بعد آنکھوں میں منظر بچا نہ تھا

311، ستلج ہاسٹل، جے این یو، نئی دہلی